# شہادت حسینؑ اور قرآن

از
مولوی سید ابوالخیر صاحب مودودی

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ
وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ‎الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم
مُّصِيبَةٌ قَالُوا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ - أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ
مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُهْتَدُونَ (۲: ۱۹)

لابدہم تمھیں خوف اور بھوک اور مال وجان کے
زیان اور پیداواروں کی تباہی میں ڈال کر تمھاری
آزمائش کریں گے۔ جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بشارت
دیدو (کہ انجام کار فلاح وکامرانی انہی کے لئے ہے)
یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو
کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے ہیں اور بالآخر ہمیں اسی کی طرف
جانا ہے۔ یقیناً یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی
جانب سے صلاۃ ورحمت ہے اور یقیناً یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں

---

حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعۂ شہادت میں شریعت حقہ اسلامیہ کے بیشمار حقائق و اسرار مضمر ہیں۔ میدان کرب وبلا جس مقدس قربانی کے طیب وطاہر خون سے رنگین ہوا، وہ محض شخصی واقعہ نہیں ہے، اور نہ محض عزم واستقلال، صبر وثبات، تحمل مصائب اور مردانہ وار جان سپاری کا قصہ ہے جسے ہم اتباع وپیروی کے لئے اسوہ بنائیں۔ بلکہ اس کا تعلق سرتاسر اسلام کی حقیقت سے ہے، وہ حقیقت جو حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام پر طاری ہوئی تھی اور دونوں [illegible] میں قربان کرنے

قربان ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے :

يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى؟ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ، سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ، وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ! قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ - اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ - وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ - وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ، سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ - (۳۷: ۹۹-۱۰۴)

بیٹا میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھے (اللہ کے نام پر) ذبح کر رہا ہوں - دیکھ تیری کیا رائے ہے - کہا - اے باپ جو حکم دیا گیا ہے اس کو بے تامل کر گذرئیے! انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے پس جب دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور (باپ نے بیٹے کو) ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا محسنین کو ہم ایسی ہی جزا عطا کرتے ہیں بے شک یہ کھلی ہوئی آزمائش تھی. اس کے فدیہ میں ہم نے ایک بڑی قربانی دیدی - اور آنے والی امتوں میں اس واقعۂ عظیم کی یادگار قائم کردی پس سلام ہو ابراہیم پر -

کہ دونوں نے بے تامل گردنیں جھکا دیں - یہ تھی اسلام کی حقیقت جو مقام خلت پر فائز باپ بیٹوں پر طاری ہوئی - اور اسی انقیاد حقیقی، اسی اطاعت کامل، اسی ایثار و فدویت یعنی جان کو امت وسط کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ -

محبت و رضاء الٰہی اور دعوۃ و تبلیغ حق کی راہ میں انبیاء علیہم السلام نے جو قربانیاں پیش کیں، اور جن مصائب و آلام کی آزمائشوں سے ان کی جانچ کی گئی - اور یہ منزل مرد داعی حق و مجاہد فی سبیل اللہ کی راہ میں آتی ہے تا معلوم کیا جائے کہ ان میں کون مجاہد و صابر ہے: -

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ، -

لیکن خانوادۂ نبوت و رسالت کی پوری تاریخ میں کوئی قربانی کوئی مصیبت کوئی ابتلا کوئی آزمایش بجز ملت حنیف کے مورث اعلیٰ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے واقعۂ اسلام کے شہید کربلا کی آزمایش سے زیادہ سخت و جان گداز نہیں تھی اسی بنا پر مفسرین امامیہ اس طرف گئے ہیں کہ وفدیناہ بذبح عظیم سے مراد امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت ہے، اور اس باب میں انہوں نے ائمہ اہل بیت کرام علیہم السلام کے آثار بھی نقل کئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کی جس حقیقت کا ظہور زمین خشک سال میں اسمٰعیل علیہ السلام کی ذات سے ہوا تھا، امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے ہولناک بیابان میں اس کی تکمیل کر دی ظہور رضائے الٰہی کے آگے جھک جانے میں ہوا تھا، اور تکمیل رضا برضا ر الٰہی کے ساتھ جراحت ادنیٰ سے ادنیٰ مقاصد بھی سعی و جہد چاہتے ہیں اور جو مقصد جتنا زیادہ اعلیٰ و اہم و اکبر ہوتا ہے اتنے ہی بڑے جہاد کا طالب ہوتا ہے۔ ولذالک قال الاعرابی۔

لاتحسب المجد تمراً انت آکلہ لن تبلغ المجد حتی تلعق الصبرا

پھر وہ مجد و شرف عزیز جس سے زیادہ کوئی مجد و شرف نہیں، اور وہ مقصد عظیم و جلیل جو تمام مقاصد میں اقصی الغایات ہو اس کا حصول کتنا پر تعب اور کس قدر صبر و آزما ہوگا:۔

لن تنالوا ما تحبون الا بالصبر علی ما تکرھون ولاتبغون ما تھوون الا تبرک ما تشتھون

جس کو تم محبوب رکھتے ہو وہ تمہیں کبھی حاصل نہ ہوگا جب تک خوشی اور خندہ پیشانی کے ساتھ مکروہات کو برداشت نہ کرو۔ اور جس کو تم چاہتے ہو اس تک تمہاری رسائی نہیں ہوگی جب تک کہ تم اپنی نفسانی خواہشیں ترک نہ کر دو۔

حضرت ابراہیم کا سر جب اتنے بتوں کے آگے نہ جھکا جن کی پرستش ان کی قوم کرتی تھی، اور ان کا قلب سلیم اجرام سماوی کی درخشاں سطوت سے بھی مرعوب نہوا۔ اور انہوں نے کہا:۔

انی لا احب الافلین ۔۔۔۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت والارض وما انا من المشرکین ۔ میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا ۔۔۔۔ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کرلیا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں ۔

تو لابد ہوا کہ ان کے اس دعوی کی آزمائش کیجائے ۔ کہا گیا پہلے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھو کہ شرک صرف ماسوی اللہ کی پرستش ہی نہیں ہے بلکہ مادون اللہ میں الجھاؤ اور محبوبات اور مالوفات میں مشغولی بھی شرک ہے ۔ مسیح نے کہا ہے :۔ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں رکھ سکتا ” پھر ایک قلب میں ہزاروں محبتیں کیسے پرورش پا سکتی ہیں ۔ اور وہ جس کی سمائی ارض و سما کی وسعتوں میں نہیں ہوسکتی اس قلب کو اپنا کاشانہ کیسے بنا سکتا ہے جس میں زن و فرزند کی محبت اور زر و جواہر کے قناطر مقنطرہ کی الفت بھی حکومت فرما ہو ۔ وہ بے تامل بڑھے اور انہوں نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھدی ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پر نسبت ابراہیمی کا غلبہ تھا ۔ جیسا کہ بعض ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے ماثور ہے ۔ انھوں نے کہا: وامرت ان اسلم لرب العالمین ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے آگے جھک جاؤں جو تمام جہان کا پروردگار ہے میں اپنا سر اللہ کے آگے جھکا چکا ہوں اور جو سر اللہ کے آگے جھک چکا ہو وہ غیر اللہ کے آگے نہیں جھک سکتا حکم ہوا اپنی رگ جان کے خوں سے اپنے اس ایقان کی شہادت دو ۔ ایقان سچا ایقان تھا نہ صرف اپنی رگ جان کے خون سے شہادت دی بلکہ اپنے اہل بیت اور اصحابؓ کے خون سے بھی اس پر مہریں لگائیں ۔ فرمایا ” ہم سے صرف یہی نہیں کہا گیا ہے کہ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرلیں بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم جو کچھ ہو اس کے ساتھ اس کی طرف پھر جاؤ ۔ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم ۔ تو اس کے معنی اس کے سوا کیا ہیں کہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کے ساتھ قلوب کا اس حقیقت اسلامی کی طرف متوجہ ہونا بھی ضروری ہے

جو اس مرکز عبادت کے بنانے والے پر طاری ہوئی تھی)۔ اور اس حقیقت کو صبر و ثبات کیا تھا اپنے
اندر قائم کر لینے کے لئے کہا گیا کہ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ
تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی ذات میں بہترین نمونہ ہے اور وہ نمونہ یہی الٰہی قربانی تھی
جس کی بنا پر کہا گیا کہ بیشک وہ مشرکین میں سے نہیں ہے اور اپنی ذات سے پوری ایک اطاعت
شعار امت ہے، اور اس نے اپنے تئیں اللہ کی رضا میں اسطرح فنا کر دیا ہے کہ خود اس کی اپنی کوئی ہستی
باقی نہیں رہی۔ یعنی اس نے نہ صرف یہ کہ راہ الٰہی میں اپنی قوم کو چھوڑا اور کہا: وبدا بیننا و
بینکم العداوۃ والبغضاء ابدًا حتیٰ تومنوا باللہ وحدہٗ ہمارے اور تمہارے
درمیان کھلی کھلی عداوت اور دشمنی ہے ہمیشہ کے لئے حتی کہ تم خدائے واحد پر ایمان لاؤ، بلکہ
اپنے بیٹے کو بھی جو بڑھاپے کی دعاؤں کا نتیجہ تھا، رضاء الٰہی میں قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ ان
ابراھیم کان امۃ قانتاً للہِ حنیفا ولم یک من المشرکین۔ اور جو کچھ کہا گیا مطلب کو
واضح تر کرنے کے لئے کہا گیا، ورنہ استقبال وجوہ الی المسجد الحرام کے اختصاص میں یہ سب کچھ موجود
ہے اگر مسجد حرام کی بناء میں کوئی خصوصیت نہ ہوتی تو کیوں کہا جاتا ومن حیث خرجت
فول وجھک شطر المسجد الحرام۔ حالانکہ انفس و آفاق کا کوئی گوشہ نہیں جس میں اس کا
نور حیات بخش نہ ہو۔ مگر یاد رکھو کہ مسجد حرام کی طرف متوجہ ہونا ارکان صلوٰۃ میں سے صرف ایک رکن
ہے لیکن اس کے کہن سال بنانے والے کی اس الٰہی قربانی کو اپنے اندر قائم کر لینا شرط اسلام ہے
اور ہمارے نزدیک نماز درست نہیں ہوتی جبتک یہ شرط پوری نہ ہو۔ کیا نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں بوجہ قیام وقعود پھول کر پھٹ پھٹ جاتے تھے اور آپ کو خبر نہ ہوتی
تھی اور ابوتراب کے جسم سے حالت نماز میں تیر نکالا گیا اور اذیت محسوس نہ ہوئی۔ یہی حقیقت اسلامی
ہے جس کی اقامت و دوامت کا حکم دیا گیا ہے اور جو ہر مومن و مسلم سے دن میں کم از کم پانچ مرتبہ خود

اپنے نفس کے مقابلہ میں اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو اللہ کی زمین پر فساد برپا کرتے ہیں اس کے مقررہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ جہاد و قربانی چاہتی ہے پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ان لوگوں کا ساتھ دوں جو اسلام میں فتنہ کی تخم ریزی کر رہے ہیں۔ اللہ کی زمین پر فساد پھیلانا چاہتے ہیں اور وہ باتیں کر رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوئیں۔ اللہ کہتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ و لا ینفقونھا فی سبیل اللہ مگر وہ مال جمع کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں تو اپنے استقرار امر کے لئے رشوتوں میں۔ اللہ کہتا ہے وامرھم شوریٰ بینھم۔ مگر وہ شوریٰ ترک کرتے ہیں، اور بجبر اپنی بات منوانی چاہتے ہیں۔ امامت و خلافت امت کی صلاح و فلاح کے لئے ہے ضلالت و ہلاکت کے لئے نہیں۔ ایسے امام سے امت کیا فلاح پا سکتی ہے جس کا شیوہ ہوا نفس کی غلامی ہے، جو علانیہ معصیت کرتا ہے جو سکیر و خمیر ہے، جو حدود اللہ سے تجاوز کر چکا ہے یزید کی خلافت دراصل اسی بات کا اعلان ہے کہ اب امت مسلمہ میں کوئی صالح و متقی انسان باقی نہیں رہ گیا ہے الاقوہ الاودی شاعر جاہلی نے کہا ہے۔

لایصلح الناس فوضی لاسراۃ لھم ولاسراۃ اذا جھالھم سادوا

لیکن میں خاموش رہوں گا حتی کہ وہ وقت آئے جو اس لئے مقرر ہو چکا ہے، اور ہوگا جو کچھ کہ ہونا ہے۔"

یہ وہ کلام ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ سے اس وقت کہا جبکہ امیر معاویہ نے مدینۂ مبارکہ آ کر یزید کی ولایت عہد کے لئے بیعت طلب کی، اور علی بن الحسین، زین العابدین علیہ السلام سے بروایت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ثور ہے اور امالی شیخ مفید کے ذریعہ ہم تک پہونچا ہے۔

باقی۔